ظلم کے آگے ترا سر خم ہوا؟ ہرگز نہیں!

پروفیسر نذیر احمد خواجہ

تھی فضا خاموش حرکت میں نہ تھی بادِ صبا
لطمۂ امواج سے خالی تھا دامن بحر کا
ظلمتوں کے جال میں انجم تھے سب رشتہ بہ پا
ایک سناٹے کا عالم گلشنِ ملت پہ تھا
تھے خزاں کی گرد سے سب پھول کملائے ہوئے
باغبانوں کے بھی دل تھے سخت مرجھائے ہوئے
اس طرح اغیار نے لوٹی بہارِ زندگی
نے یقینِ مرگ تھا نے اعتبارِ زندگی
کوئی باقی ہی نہ تھی وجہ قرارِ زندگی
بجھ چلا تھا قلب ملت سے شرارِ زندگی
ظلمتِ باطل نے یوں مستور نورِ حق کیا
زمزموں سے عشق کے خاموش طُورِ حق کیا
ایک ہنگاموں کی دنیا اپنے دامن میں لئے
آگیا ایسے میں کوئی تیغ حقِ عریاں کئے
اُس کی پھونکوں سے چمک اٹھتے تھے ایماں کے دیئے
سوزنِ تدبیر سے سب چاک دل اُسنے سئے
اس مجاہد کا عطاء اللہ بخاری نام تھا
راستی پر ڈٹ کے جاں دینا یہ اس کا کام تھا
اے کمالِ عظمتِ ملت کے تابندہ نشاں
اے شریعت کے علمبردار اے غازی جواں
تُو تو نہ تھا اِک بلبلِ رنگیں نوا شیریں بیاں
شعلۂ آواز میں تیرے نہاں تھیں بجلیاں
تو مثالِ ابر غرّاں چھا گیا افلاک پر
اور برسا صورتِ شبنم وطن کی خاک پر
اے غلام مالکِ ہر دو جہاں صاحب یقیں
ظلم کے آگے تیرا سر خم ہوا؟ ہرگز نہیں
یہ کبھی ممکن نہ تھا اے قافلہ سالار دیں
توڑ دے زنجیر آہن تیرا عزم آہنیں
جذبۂ آزادئ توحید زنداں کم نہ کرد
ذوقِ سیرِ راہ حق خار مغیلاں کم نہ کرد